غلام احمد قادیانی

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ ... ششماہی للعہ سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳	مورخہ ۱۶ر جولائی ۱۹۲۵ء یوم پنجشنبہ مطابق ۲۴ر ذی الحجہ ۱۳۴۳ہجری	نمبر ۵

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر

تحریک ایک لاکھ کی کامیابی

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم مبارک سے)

(نمبر)

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست ✻ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

الحمد للہ کہ میں آج اس امر کا اعلان کرنے کے قابل ہوا ہوں ۔ کہ میعاد مقررہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کو ایک لاکھ کی تحریک کو پورا کرنے کی توفیق عنایت فرمائی ۔ میں نے یہ تحریک دس فروری کو لکھی تھی ۔ جو چودہ کو چھپکر امرتسر سے بھجوائی گئی ۔ اندازاً بیس بائیس تک یہ تحریک سب جماعتوں کے پاس جو ہندوستان میں ہیں پہنچ گئی ہوگی ۔ لیکن چونکہ فہرستوں کی تیاری اور چندوں کی تحریک پر ایک عرصہ لگ جاتا ہے ۔ اس لئے پہلے مہینہ میں عام طور پر احباب اس تحریک پر عمل نہ کر سکے ۔ اس وجہ سے تین ماہ کی میعاد کو بجائے مارچ کے میں نے اپریل سے شروع کرنے کا اعلان کر دیا تھا ۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ۔ کہ اس میعاد تک ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ اس تحریک میں آچکا تھا

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے ۔ خاندان مسیح موعود علیہ السلام میں بھی خیر وعافیت ہے ۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب منصوری میں ہی تشریف رکھتے ہیں ۔ آپ کی صحت خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے آپ کا پتہ معرفت انجمن احمدیہ کمرشل ہوس منصوری ہے ۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب بی ۔ ایس ۔ سی ۔ جو علاقہ ارتداد کے انچارج تھے ۔ مولوی غلام محمد صاحب گجراتی کو چارج دے کر آگئے ہیں ۔ اور عنقریب بطور مبلغ ولایت جائینگے وہاں سے ملک غلام فرید صاحب ایم اے امریکہ جاکر مولوی محمد الدین صاحب بی اے سے مشن کا چارج لینگے اور مولوی صاحب واپس آجائینگے ✻

یعنی ایک لاکھ چار ہزار روپیہ۔ مگر چونکہ بعض احباب کے خطوط اس مضمون کے موصول ہوئے تھے۔ کہ میعاد چندہ کی ۳۰؍ جون ہے۔ اور اس وجہ سے ان کا حق ہے۔ کہ وہ ۳۰؍ جون تک چندہ وصول کریں۔ اور یکم یا دو کو وہاں سے منی آرڈر کریں۔ اس لئے میں نے دفتر کو ہدایت کر دی۔ کہ وہ جولائی کے پہلے ہفتہ کی آمد کو بھی جون تک کی آمد ہی تصور کریں چنانچہ اس حساب سے اگر چندہ کا ٹوٹل کیا جائے۔ تو چندہ کی تعداد ایک لاکھ دس ہزار روپیہ بن جاتی ہے اور اس کے بعد جو رقوم آ رہی ہیں۔ ان کو شامل کر لیا جائے۔ تو اس رقم میں اور بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔ نقد رقم کے علاوہ بعض لوگوں نے زمینیں بھی دی تھیں۔ بعض نے رقوم دفاتر سے منتقل کرائی تھیں۔ اگر ان کو بھی جمع کر لیا جائے۔ تو اس اعلان کی تحریر کے وقت تک ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ تک کل رقم پہنچ جاتی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً لا نہایۃ لہ

مجھے نہایت خوشی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان مخالفوں کے منہ بند کر دئے ہیں جو اعتراض کر رہے تھے۔ کہ احمدی چندے دیتے دیتے تھک گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ ان لوگوں کے جواب میں اس نے جماعت کو اس امر کا عملی ثبوت بہم پہنچانے کا موقعہ دیدیا ہے۔ کہ وہ چندے دیتے دیتے تھکی نہیں۔ بلکہ وہ اسی طرح تازہ دم ہے جس طرح کہ پہلے دن تھی بلکہ سونا نہ شان کے مطابق اس کا جوش پہلے سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ اور وہ دین اسلام کے لئے ہر اک قربانی کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور ہر ایک بوجھ اٹھانے کے لئے آمادہ۔

مگر جہاں مجھے اس کامیابی پر خوشی ہے۔ اور دوسرے دوستوں کا بھی حق ہے۔ کہ وہ خوش ہوں۔ وہاں میں اپنے دوستوں کو اس طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ بعد میں اعلان ہو چکا ہے۔ ہمارا سالانہ بجٹ جسے پہلے چندہ خاص کے ذریعہ سے پورا کیا جاتا تھا اسے اس دفعہ جب اکٹھا کر کے بنایا گیا ہے۔ تو معلوم ہوا ہے۔ کہ سالانہ بجٹ میں چالیس ہزار روپیہ کی زیادتی کی ضرورت ہے یعنی سنہ ۲۵-۱۹۲۴ء و ۲۶-۱۹۲۵ء کے بجٹوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیں ایک لاکھ روپیہ کی بجائے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سے کچھ زیادہ کی چندہ خاص کے طور پر ضرورت تھی۔ اگر وہ دوست جنہوں نے ابھی تک چندہ خاص میں حصہ نہیں لیا یا پورا حصہ ادا نہیں کیا۔ اگر اپنے فرض کو سمجھیں۔ تو بلا کسی مزید تحریک کے یہ رقم پوری ہو سکتی ہے کیونکہ اس وقت تک جو وعدے ہو چکے ہیں۔ ان میں سے بھی پچیس ہزار کی وصولی ابھی باقی ہے۔ زمینداروں کی رقم کی ادائیگی کا وقت چونکہ دونوں فصلوں پر مقرر کیا گیا ہے۔ ان کا چندہ بھی ابھی نہیں آیا۔ اسکو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو تینتالیس ہزار روپیہ کے قریب ابھی وصولی باقی ہے۔ جن لوگوں نے ابھی تک حصہ نہیں لیا۔ اگر وہ بھی شامل ہو جاویں۔ تو یہ رقم اور بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ اور اگلے سال کسی چندہ خاص کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ اور کیا تعجب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سنہ ۱۹۲۷ء تک ایسے سامان پیدا کر دے۔ کہ معمولی چندوں سے ہی سب ضروریات بجٹ پوری ہو جایا کریں۔ پس میں ان احباب کو جنہوں نے ابھی تک اپنا حصہ ادا نہیں کیا۔ پھر توجہ دلاتا ہوں۔ بلکہ غیرت دلاتا ہوں۔ کہ یہ مومنوں کا شیوہ نہیں۔ کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو جد و جہد کرتے دیکھتے رہیں۔ مگر خود خاموش ہو کر بیٹھے رہیں۔ تم اپنے بھائیوں کے اعمال سے خدا کی رضامندی حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ تمہارے اپنے عمل تمہیں اسکی درگاہ میں مقرب بناتے ہیں۔

میں اس خوشی کے اظہار کے ساتھ ساتھ جو مجھے جماعت کے اخلاص کے تازہ نمونہ سے ہوئی ہے۔ اس خوشی کے اظہار سے بھی نہیں رک سکتا۔ جو مجھے اس چندہ کے متعلق اپنی ایک خواب کے پورا ہونے سے ہوئی ہے۔ فروری کے ہی مہینہ میں اس تحریک کے شائع کرنے کے چند دن بعد جبکہ میں تبدیلی آب و ہوا کے لئے دریا پر گیا ہوا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں چند دوستوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہوں جب میں سلام پھیر کر بیٹھا ہوں۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ حبی فی اللہ اخویم مکرم ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب امرتسری جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے احباب میں سے ہیں۔ وہ آگے بڑھے ہیں۔ اور مصافحہ کرتے ہوئے کہتے چلے جاتے ہیں۔ مبارک ہو مبارک ہو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات میں بڑی برکت رکھی ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے چندہ خاص کے متعلق یہ فقرات فرمائے ہیں۔ اس کے بعد مجھے ایک کاغذ دکھایا گیا۔ جس پر ایک سو دس ہزار لکھا ہوا ہے اور میں خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ چندہ کی مقدار ہے۔ میں نے اسی دن صبح کی نماز کے بعد یہ خواب بعض دوستوں کو سنا دی۔ جن میں سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی اور صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے کے نام مجھے یاد ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کتنا بڑا نشان ہے۔ کہ دشمنوں کے طعنوں کے باوجود اور دوستوں کی گھبراہٹ کے باوجود جب اس چندہ کی آخری تاریخ ختم ہوتی ہے۔ تو اس تاریخ تک ایک لاکھ دس ہزار روپیہ آ چکا تھا۔ جس کی کہ خواب میں بشارت دی گئی تھی۔

میں دوستوں کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ جیسا کہ میں نے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اس تحریک میں حصہ لینے والوں کے لئے خاص طور پر دعا کرونگا۔ اس وعدہ کے مطابق میں برابر چندہ میں حصہ لینے والوں اور اسکے لئے کوشش کرنے والوں کے لئے دعا کرتا رہا ہوں۔ اور اس دن سے آج تک ایک نماز بھی میں نے نہیں ادا کی۔ کہ اس میں ان سب کے لئے دعا نہ کی ہو۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کو ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ سینکڑوں نے اس دعا کی قبولیت کے نشانات اپنی ذات میں دیکھے ہیں۔ اور باقی انشاء اللہ ماشاء اللہ آئندہ ان نشانات کو دیکھیں گے۔

گو وہ لوگ جنہوں نے اب تک حصہ نہیں لیا۔ سوائے ان لوگوں کے جن کی مقرر کردہ میعاد ہی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ جیسے کہ زمیندار اور بیرون ہند کی جماعتیں۔ ماسوائے ان کے کہ جنہوں نے لمبی میعاد کی اجازت خاص طور پر حاصل کر لی ہے۔ باقی لوگ جنہوں نے اس تحریک میں حصہ نہ لینے میں دیدہ و دانستہ کوتاہی کی ہے۔ ان لوگوں کا سا ثواب تو حاصل نہیں کر سکتے۔ جنہوں نے وقت کے اندر اپنا حصہ ادا کر دیا ہے۔ مگر تو بھی میں نے ان کے لئے دعا کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر اب بھی وہ اپنا حق ادا کر دیں گے۔ تو خدا تعالیٰ ان کے عمل کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور ان پر بھی خاص فضل نازل کریگا۔

میں اس مضمون کے ختم ہونے سے پہلے پھر ان تمام دوستوں کا جنہوں نے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں کوشش کی ہے۔ خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ان پر خاص فضل فرماوے۔ اور امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کوشش کو جاری رکھیں گے۔ چندہ خاص کے بقیہ حصہ کی وصولی کے لئے بھی اور چندۂ عام کی وصولی کے لئے بھی جو چندہ خاص سے بھی زیادہ ضروری ہے بلکہ بیت المال کی ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؁

خاکسار

مرزا محمود احمد۔ قادیان دار الامان

(۱۲؍ جولائی سنہ ۱۹۲۵ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم پنجشنبہ۔ قادیان دارالامان۔ ۱۶ر جولائی ۱۹۲۵ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معارفِ قرآنیہ بیان کرنے کے متعلق علماءِ دیوبند کو چیلنج

(بقیہ تقریر)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے غیر احمدی مولویوں کے ان اعتراضات کے متعلق جو انہوں نے قادیان میں جلسہ کر کے کئے تھے۔ ایک تقریر فرمائی تھی۔ جس کا ایک حصہ گذشتہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے۔ اس میں حضور نے دیوبندی علماء کو معارف قرآنیہ کے متعلق نہایت پُرزور اور زبردست چیلنج دیا تھا۔ لیکن افسوس کہ تقریر قلم بند کرنے والے سے ساری تقریر عموماً اور یہ چیلنج کا حصہ خصوصاً عمدگی کے ساتھ ضبط تحریر میں نہ لایا جا سکا اس وجہ سے وہ حصہ ملاحظہ کے لئے حضور کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ چونکہ جو کچھ قلم بند کیا گیا۔ وہ نہ صرف نامکمل اور ادھورا تھا۔ بلکہ غلط اور ایک موقعہ کی بات دوسرے موقعہ پر چسپاں کر دی گئی تھی۔ اس لئے حضور نے قلم برداشتہ چند منٹ میں وہ حصہ رقم فرما دیا۔ جو خاص امتیاز کے ساتھ یعنی حاشیہ چھوڑ کر بقیہ تقریر میں درج کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

دیوبندیوں کا چیلنج منظور

غیر احمدی مولویوں نے اپنے جلسہ میں یہ بیان کیا ہے۔ کہ اگر مسیح موعود کے دولت لٹانے سے مراد معارف اور حقائق بیان کرنا ہے۔ تو بھی ہم سے بڑھ کر مرزا صاحب نے قرآن کے معارف بیان نہیں کئے۔ اور انہوں نے اشتہار شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے:۔

"مرزا صاحب کے معارف قرآنیہ نئے علم کلام جدید لاثانی دلائل نئے انوکھے اچھوتے مسائل کی دھوم تھی۔ غل تھا۔ مگر جب پوچھا گیا کہ وہ معارف کیا ہیں .... تو جواب ندارد"

پھر حضرت مسیح موعود کے بیان کردہ معارف کے متعلق لکھا ہے کہ دو کم سے کم کس قدر معارف قرآنیہ چھپنے چاہئیں کیونکہ دلائل اور علوم مختصر ہوں۔ جن سے انسان مسیح موعود مہدی مسعود ہو سکے انکی صرف فہرست بتا دو۔ تو پھر خدا چاہے ہم بتلا دینگے۔ کہ یہ معارف بالکل سرقہ ہیں"

اگر وہ لوگ اپنی اس بات پر مضبوط اور قائم ہیں۔ اور اسی کو صداقت کا معیار قرار دینے کے لئے تیار ہیں۔ تو اس بات کا میں ذمہ لیتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں سے وہ حقائق اور معارف پیش کروں۔ جو ان مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے۔ اور نہ پہلی کتابوں میں قرآن کریم سے اخذ کر کے بیان کئے گئے ہیں۔ کہدینے کو تو انہوں نے کہدیا۔ کہ مرزا صاحب نے کوئی معارف بیان نہیں کئے۔ اور جو کئے ہیں۔ وہ سرقہ ہیں۔ پچھلی کتابوں میں موجود ہیں لیکن اگر اس بات پر ثابت قدم رہیں۔ اور اسکو سچائی کا معیار سمجھیں۔ تو اس کا میں ذمہ لیتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود کی کتب سے ایسے قرآنی حقائق اور معارف پیش کروں۔ جو ان مولوی صاحبان نے کبھی بیان نہیں کئے۔ اور نہ حضرت مسیح موعود سے پہلے کسی نے لکھے ہیں۔

دیوبندیوں کو چیلنج

"مگر مولوی صاحبان کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ قرآن کریم میں وہ معارف ہیں جو پہلی کتب میں نہیں ہیں۔ پس حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے پرکھنے سے پہلے ہمیں جدت و کثرت کا معیار قائم کر لینا چاہیئے۔ اور اس کا بہترین ذریعہ یہی ہے۔ کہ غیر احمدی علماء ملکر قرآن کریم کے وہ معارف روحانیہ بیان کریں۔ جو پہلی کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ اور جن کے بغیر روحانی تکمیل ناممکن تھی۔ پھر میں ان کے مقابلہ پر کم سے کم دوگنے معارف قرآنیہ بیان کروں گا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھے ہیں۔ اور ان مولویوں کو تو کیا سوجھنے تھے پہلے مفسرین و مصنفین نے بھی نہیں لکھے۔ اگر میں کم سے کم دوگنے ایسے معارف نہ لکھ سکوں۔ تو بے شک مولوی صاحبان اعتراض کریں۔ طریق فیصلہ یہ ہو گا۔ کہ مولوی صاحبان معارف قرآنیہ کی ایک کتاب ایک سال تک لکھ کر شائع کر دیں۔ اور اسکے بعد میں اسپر جرح کرونگا۔ جس کے لئے مجھے چھ ماہ کی مدت ملیگی۔ اس مدت میں جس قدر باتیں ان کی میرے نزدیک پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ ان کو میں پیش کروں گا۔ اگر ثالث فیصلہ دیں۔ کہ وہ باتیں واقع میں پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ تو اس حصہ کو کاٹ کر صرف وہ حصہ ان کی کتاب کا تسلیم کیا جائے گا جس میں ایسے معارف قرآنیہ ہوں۔ جو پہلی کتب میں نہیں پائے جاتے۔ اسکے بعد میں چھ ماہ کے عرصہ میں ایسے معارف قرآنیہ حضرت مسیح موعود کی کتب سے یا آپؑ کے مقرر کردہ اصول کی بناء پر لکھوں گا۔ جو پہلے کسی مصنف اسلامی نے نہیں لکھے۔ اور مولوی صاحبان کو چھ ماہ کی مدت دی جائیگی۔ کہ وہ اسپر جرح کر لیں۔ اور جس قدر حصہ ان کی جرح کا منصف تسلیم کریں۔ اسکو کاٹ کر باقی کتاب کا مقابلہ ان کی کتاب سے کیا جائیگا اور دیکھا جائے گا۔ کہ آیا میرے بیان کردہ معارف قرآنیہ جو حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے لئے گئے ہونگے۔ اور جو پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہونگے۔ ان علماء کے ان معارف قرآنیہ سے کم از کم دوگنے ہیں یا نہیں۔ جو انہوں نے قرآن کریم سے ماخوذ کئے ہوں اور پہلی کسی کتاب میں موجود نہ ہوں۔ اگر میں ایسے دوگنے معارف دکھانے سے قاصر رہوں۔ تو مولوی صاحبان جو چاہیں۔ کہیں۔ لیکن اگر مولوی صاحبان اس مقابلہ سے گریز کریں یا شکست کھائیں۔ تو دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ منجانب اللہ تھا۔ یہ ضروری ہو گا۔ کہ ہر فریق اپنی کتاب کی اشاعت کے معاً بعد اپنی کتاب دوسرے فریق کو رجسٹری کے ذریعہ سے بھیجدے۔ مولوی صاحبان کو میں اجازت دیتا ہوں۔ کہ وہ دگنی چوگنی قیمت کا وی پی میرے نام کر دیں۔

اگر مولوی صاحب اس طریق فیصلہ کو ناپسند کریں۔ اور اس سے گریز کریں۔ تو دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا ادنےٰ خادم ہوں۔ میرے مقابلہ پر مولوی صاحبان آئیں۔ اور قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈال کر انتخاب کریں۔ اور وہ تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں۔ جس میں چند ایسے نکات ضرور ہوں۔ جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں۔ اور میں بھی اسی ٹکڑے کی اسی عرصہ میں تفسیر لکھوں گا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی روشنی میں اس کی تشریح بیان کرونگا۔ اور کم سے کم چند ایسے معارف بیان کر دونگا جو اس سے پہلے کسی مفسر یا مصنف نے نہ لکھے ہونگے۔ اور پھر دنیا خود دیکھ لے گی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کیا خدمت کی ہے۔ اور مولوی صاحبان کو قرآن کریم اور اسکے نازل کرنیوالے سے کیا تعلق اور کیا رشتہ ہے۔"

خاکسار مرزا محمود احمد

غیر احمدیوں کے معارف کا نمونہ

ہاں اس قسم کے معارف نہ حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائے ہیں۔ اور نہ میں بیان کر سکتا ہوں۔ جس قسم کے یہ بیان کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ معراج کے لئے جب آپ کے پاس گھوڑا لایا گیا۔ تو اس نے شوخی کی جس میں بڑی بڑی حکمتیں تھیں۔ مثلاً ایک تو یہ کہ شاہ سوار شوخ گھوڑے کو بہت پسند کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ گھوڑا ڈر گیا۔ کہ معلوم نہیں۔ میں نبوت کا بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔ یا نہیں۔ پھر ایک نکتہ انہوں نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ تو اس کا پیشاب پاخانہ بند ہو جاتا تھا۔ انبیاء کے معجزات اور برکات میں اگر یہ بات بھی داخل ہے۔ کہ جس گھوڑے پر نبی سوار ہو۔ اس کا پیشاب پاخانہ بند ہو جائے۔ تو تمام گھوڑے نبی کی بعثت کا حال سنکر یہی دعا کرتے ہوں گے۔ کہ خدایا اس نبی کا گذر اس طرف نہ ہو۔ ورنہ ہم میں سے کسی کی شامت آجائیگی۔ اسی طرح یہ کہا جاتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا پاخانہ زمین نگل لیتی تھی۔ بھلا کوئی پوچھے اس قسم کی باتوں کو کون دیکھنے والا تھا۔ اسی طرح ایک شخص نے شاید سید عبد القادر جیلانی کا یہ معجزہ بیان کیا تھا۔ کہ ان کے سامنے بھنا ہوا مرغ لایا گیا۔ کھانے کے بعد اس کی ہڈیاں جمع کر کے انہوں نے زندہ کر دیا۔ اور وہ کڑکڑاتا ہوا اڑ گیا۔

ہندوؤں کے قصے

مگر مولوی صاحبان اس قسم کے معجزات اور نشانات کا ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اس قسم کے معارف اور حقائق ہم سے سننا چاہتے ہیں۔ تو ان کے لئے قرآن و حدیث کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس قسم کے معجزات بلکہ ان سے کہیں بڑھ کر جنکا ان مولوی صاحبان کو شاید کبھی وہم بھی پیدا نہ ہوا ہو۔ ہندوؤں کی کتابوں میں اسقدر بھرے ہیں۔ کہ اس معاملہ میں مسلمانوں کو ان سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ مثلاً ہندو کہتے ہیں۔ ان کا ایک رشی تھا جس کی کسی عورت پر نظر پڑ گئی۔ اور اسے انزال ہو گیا۔ اس نے وہ کپڑا ایک گھڑے میں ڈالدیا۔ تھوڑی دیر کے بعد گھڑے میں سے رونے کی آواز آنے لگ گئی۔ دیکھا تو بچہ رو رہا تھا۔ اسی قسم کے قصے نسلاً بعد نسلاً ہندوؤں کو سنانے کی اتنی مشق ہے۔ کہ مسلمان اگر ان سے مقابلہ کریں۔ تو ان کو پیٹھ دکھانے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو گا۔

پھر وہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ نیل کنٹھ کو جو چھوٹا سا پرندہ ہے بھوک لگی۔ وہ اپنی ماں کے پاس گیا۔ کہ مجھے سخت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دو۔ ماں نے کہا۔ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ باہر جا کر کھا آؤ۔ مگر برہمن کو نہ کھانا۔ جب وہ باہر آیا۔ تو اس نے ایک بڑی برات دیکھی۔ ان میں ایک برہمن تھا۔ جسے چونچ میں پکڑ کر درخت پر بٹھا دیا۔ اور منہ کھول کر سب برات کو نگل گیا۔ پھر اسے پیاس لگی۔ تو ایک ندی پر گیا۔ اور اتنا پانی پیا کہ ندی خشک کر دی۔ چنانچہ اب تک ایک ندی کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ نیل کنٹھ نے خشک کی تھی۔ اس کے بعد وہ ماں کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ اب مجھے ذرا تسکین ہوئی۔ ورنہ میں تو بھوک کے مارے مرا جاتا تھا۔ اب مسلمان جو قصے بناتے ہیں۔ ہندوؤں کی طرح پرانے مشاق نہیں۔ قصوں کے ذریعہ ہندوؤں کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا اس قسم کے معجزات سے وہ لوگوں کو اسلام کے حلقہ میں لا سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ تو اس قسم کے بیہودہ معجزات کی تردید اور ان کا استیصال کرنے آئے تھے۔ اگر کوئی اس قسم کے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے۔ تو وہ اسلام پر نہایت ناپاک دھبہ لگاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے نادان دوستوں سے اسلام کو محفوظ رکھے۔ جو اسکو دوستی کے رنگ میں بدنام کرتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کے قصے سنکر بجائے اسکے کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کی عزت اور عظمت پیدا ہو۔ وہ اسلام پر ہنستے ہیں۔ ہاں

کیا مخالفین مقابلہ میں آئینگے

اگر حقائق اور معارف سے مراد وہ حقیقی معارف ہیں جن سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ اور جن میں انسان کے اخلاق اعمال کی درستی اور اسکے تعلق باللہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ ذرائع بتائے گئے ہیں۔ تو ان کے لحاظ سے ان مولویوں کو میں اپنے مقابلہ پر بلاتا ہوں۔ اگر وہ آئے۔ تو دیکھ لینگے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک دینی غلام کے مقابلہ میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ انکی قلمیں ٹوٹ جائینگی۔ انکے دماغوں پر پردے پڑ جائینگے۔ اور وہ کچھ نہیں لکھ سکینگے۔ اگر انہیں ہمت ہے۔ تو مقابلہ پر آئیں۔

چودھویں صدی کے مولوی

قادیان میں غیر احمدیوں کے جلسہ کی جو رپورٹ "الفضل" میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے متعلق یوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہاں تک لکھ دیا۔ کہ

"جلسہ مذکورہ کی روئداد ہمیشہ قادیانی مرزائی اخباروں میں دروغ بافی کی صنعت میں نکلا کرتی ہے۔ مگر اس دفعہ جو اس کی روئداد میں دروغ بافی کا کمال دکھایا ہے۔ وہ پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا۔" (اہلحدیث ۲۶ر جون)

لیکن ساری روئداد میں سے جو خاصی طویل تھی۔ دس بارہ سطریں لے کر ان میں سے بھی صرف ایک بات کے متعلق یہ لکھ سکے ہیں۔ کہ

"اس اقتباس میں علماء دیوبند کی طرف جو منسوب کیا گیا۔ وہ بالکل غلط ہے۔ انہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ قادیان کو ہم فتح کر چکے ہیں۔ اس لئے اب قادیان میں ہمارے آنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ یہ نہیں کہ ہمیں کوئی پوچھتا نہیں۔"

حالانکہ اسی اقتباس میں یہ باتیں بھی موجود تھیں۔ (۱) "حاضرین جلسہ کی تعداد بہت کم تھی"۔ (۲) "جو تھوڑے بہت لوگ آئے انہیں نہ تو رات کاٹنے کے لئے مناسب جگہ ملی" (۳) "نہ پیٹ بھر کے کھانا نصیب ہوا"۔ (۴) "ایک وقت تو یہ نظارہ دیکھا گیا۔ کہ سٹیج کے میز پر کتابوں کی بجائے روٹیاں چنی گئیں" (۵) "چھین جھپٹ کر جو کسی کی قسمت میں تھی۔ اس نے حاصل کر لی"

ان باتوں کی تردید میں جناب مولوی صاحب نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ اور لکھتے بھی کیونکر جبکہ یہ بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ایسی صورت میں ان کا ہماری مرتب کردہ روئداد جلسہ کو "دروغ بافی" قرار دینا بجائے خود شرمناک "دروغ بافی" ہے۔

رہی یہ بات کہ دیوبندی مولویوں نے کیا کہا۔ اس قدر تو خود مولوی صاحب کو بھی تسلیم ہے۔ کہ دیوبندیوں نے کہا۔ "اب قادیان میں ہمارے آنے کی ضرورت نہ ہو گی۔" آگے نہ آنے کی وجہ میں اختلاف ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے دیکھ لیا اور تجربہ کر لیا۔ کہ "کوئی پوچھتا نہیں۔" کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ پلے سے کرایہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے آئندہ نہ آنے کا اعلان کر دیا۔ تا اگر کسی نے نہ بلایا۔ تو کہدیں گے۔ ہم نے پہلے ہی کہدیا تھا۔ ہم نہیں آئیں گے۔ اور اگر کسی نے بلایا۔ تو اجرت پیشگی رکھوا لیں گے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ "انہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ قادیان کو ہم فتح کر چکے ہیں۔ اس لئے اب قادیان

19

ہیں ہمارے آنے کی ضرورت نہ ہوگی"۔

اب اس بات کا فیصلہ کہ ہم نے غلط بیانی کی۔ یا مولوی ثناء اللہ صاحب اور دیوبندی مولویوں نے "دروغ بافی کا کمال دکھایا"۔ انصاف پسند ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ ہم اپنی پیش کردہ وجہ کے ثبوت میں دیگر امور کو چھوڑ کر صرف وہی باتیں پیش کرتے ہیں۔ جن کی صداقت کا اعتراف مولوی صاحب نے انہیں نقل کرنے کے بعد خموشی سے کیا ہے۔ اور وہ خود جو وجہ بیان کرتے ہیں۔ اس کی نسبت صرف یہ عرض ہے۔ کہ اگر ایک ایسے رستہ سے گذر کر جو ہندو محلہ کی برکت سے سخت بدبودار رہتا ہے۔ ہندوؤں کے ایک مکان میں گھس جانے پھر وہاں سے نکل کر قریب ہی کے سکھوں کے ایک احاطہ کے اندر پولیس کے پہرہ میں تھوڑی دیر بڑبڑا لینے۔ اور ہماری طرف سے چیلنج پر چیلنج دینے کے باوجود میدان مقابلہ میں نہ آنے اور پھر اپنے پہلے قدموں پر ہی واپس لوٹ جانے کا نام قادیان کو فتح کر لینا ہے۔ تو ہم نے جو کچھ لکھا ہے۔ اسکی اصلاح کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر نہیں۔ تو ہم نے کیا غلط کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ہم پر "دروغ بافی" کا الزام لگا رہے ہیں۔

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے جہاں دیوبندیوں سے آئندہ قادیان نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ اور یہ جواب پایا تھا کہ "قادیان کو ہم فتح کر چکے ہیں"۔ وہاں انہیں اس فتح کا کوئی نشان بھی دیکھ لینا یا پوچھ لینا چاہیئے تھا۔ ہم دیوبندیوں کی آمد اور روانگی کا نقشہ مختصر الفاظ میں اوپر کھینچ چکے ہیں۔ اگر فتح پانے والوں کی یہی شان ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کے گروہ میں سے پندرہ افراد کا (جن کے نام اور مفصل پتے ہم شائع کر چکے ہیں) احمدیت کے جھنڈے تلے آ جانا دیوبندیوں کی فتح اور ہماری شکست کا ثبوت ہے۔ تو ہم بھی دیوبندیوں کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ کہ انہیں ایسی فتح ہمیشہ حاصل ہوتی رہے۔

حیرت ہے۔ اگر دیوبندیوں نے اپنی خفت مٹانے اور نامرادی چھپانے کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ کہدیا تھا۔ کہ وہ آئندہ قادیان اس لئے نہ جائیں گے۔ کہ قادیان کو فتح کر آئے ہیں۔ تو مولوی صاحب نے اسے کس عقل و فراست سے بلا ثبوت صحیح تسلیم کر لیا۔ اور پھر اس کی بنا پر ہم پر دروغ بافی کا جھوٹا الزام بھی لگا دیا۔

مسیح موعود اور اسلام میں نبوت

انبیاء کرام کا وجود دنیا میں ہر متمدن قوم نے نعمت غیر مترقبہ مانا ہے۔ بلکہ بعض افراد بلکہ قوموں نے رو رو کر دعائیں کی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان میں کوئی نبی بپا فرمائے۔ کیونکہ نبی دنیا والوں کے لئے رحمت الٰہی کے دروازے کھولنے کا موجب اور ان کی رستگاری کا ذریعہ ہوتا ہے۔ لیکن باایں ہمہ دنیا میں یہ بھی ایک سنت چلی آتی ہے۔ کہ ایک نبی کے آنے پر وہ ہمیشہ تین گروہوں میں منقسم ہو جاتی ہے۔ ایک وہ لوگ جو موافقین کہلاتے ہیں۔ دوسرے مخالفین لیکن ان کے علاوہ ہمیشہ ایک تیسرا گروہ بھی ہوتا رہا ہے جسے منافقین کہا گیا ہے۔ چونکہ ہر نبی ایک ہی مقصد لیکر آیا۔ اس لئے سب کو ایسے گروہ سے سابقہ پڑا۔ چنانچہ موجودہ زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو جب مبعوث فرمایا۔ تو آپ کے وقت میں بھی ایسے گروہ کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ سو کچھ عرصہ سے اس گروہ نے بھی جنم لیا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً اپنے نفاق پر مہر کر کے اہل ایمان کی ترقی کا موجب ہو رہا ہے۔

چند روز ہوئے۔ ایک رسالہ "مسیح موعود اور ختم نبوت" جناب مولوی محمد علی صاحب لاہوری کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں مولوی صاحب نے اپنے بوسیدہ اعتراضوں کو جدید الفاظ کا جامہ پہنا کر بڑے شد و مد سے پیش کیا ہے۔ البتہ ایک جدت یہ کی ہے۔ کہ حوالے دینے میں تحریف کرنے یا ناکمل حوالہ پیش کرنے سے قطعاً پرہیز نہیں کیا۔ یہ ہمارا دعویٰ ہی دعویٰ نہیں۔ بلکہ اس کا ثبوت بھی موجود ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب رسالہ مذکور کے صفحہ ۲۸ کی آخری سطر میں تحریر فرماتے ہیں:-

"یہاں اوّل تو عنوان نے ہی فیصلہ کر دیا۔

لفظ نبی یا مجدد کا استعمال

کہ اس وقت جماعت کا مذہب یہ تھا۔ اور یہی اخبار نویس کا مذہب تھا۔ کہ لفظ نبی کا استعمال ہم بمعنی مجدد کر رہے ہیں"

حالانکہ اصل عنوان کے الفاظ یہ ہیں۔

"الفاظ نبی و مجدد کا استعمال"۔ بدر ۱۶ر فروری ۱۹۱۱ء

مولوی صاحب فرمایئے۔ لفظ اور الفاظ میں اور یا اور و میں کچھ فرق ہے یا نہ۔ اگر ہے۔ تو اس تحریف کے کیا معنی؟

احباب نے مولوی صاحب کی تحریف کا نمونہ ملاحظہ کر لیا اب میں اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ مولوی صاحب اس رسالہ کے آخر میں تمام رسالہ کا لب لباب بیان فرماتے ہیں اور ایک فیصلہ کی راہ پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:-

"ساری بحث اس بات پر آ رہتی ہے۔ کہ خاتم النبیین کے وہ معنے ہیں۔ جو میاں صاحب اور بعض (نہیں سارے) ان کے مرید کرتے ہیں۔ کہ اس سے مراد ایسا نبی ہے۔ جس کی مہر سے آئندہ نبی بنا کریں گے یا وہ جو ہم (لاہوری) کرتے ہیں۔ کہ اس سے مراد نبیوں کا ختم کرنے والا یا آخری نبی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی بیسیوں تحریروں میں وہ معنے موجود ہیں۔ جو ہم (لاہوری) کرتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے سے تو شاید کسی کو بھی انکار نہیں۔ بعد کے ایک دو حوالجات یہاں درج ہیں"

اس کے بعد مولوی صاحب نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر پھر ناکمل عبارت اور حوالہ پیش کرکے بلکہ ایک ہی حوالہ کو دو بنا کر لوگوں کو سخت مغالطہ میں ڈالنا چاہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"(۱) والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلے اللہ علیہ وسلم

اور نبوت ہمارے نبی صلعم کے بعد بتحقیق منقطع ہو گئی"

لیکن افسوس اس سے اگلی عبارت عمداً چھوڑ گئے۔ جو یہ ہے:-

"ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ۔ بید انی سمیت نبیا علی لسان خیر البریۃ وذالک امر ظلی من برکات المتابعۃ"

مولوی صاحب اسمیت نبیاً کے الفاظ چھپا کر آپ خود ہی سوچیں کہ اس میں اور انتم سکاریٰ چھوڑ کر لا تقربوا الصلوٰۃ کہنے میں کیا فرق ہے؟

"(۲) وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفیٰ علی الطریقۃ المتسقلۃ وما بقی بعدہ (بعدہ اس جگہ چھوڑ دیا ہے) الا کثرۃ المکالمۃ۔ (حقیقۃ الوحی ضمیمہ صـ۶۴) - اور تحقیق ہمارے رسول صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور ان پر مرسلین کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور ہمارے رسول مصطفےٰ صلعم کے بعد کسی شخص کا حق نہیں۔ کہ مستقل طور پر نبوت کا دعوےٰ کرے۔ اور آپ کے بعد سوائے کثرت مکالمہ کے اور کچھ باقی نہیں"

اس جگہ مولوی صاحب نے پھر ایک سطر آگے چلنا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ اس حوالے کا راز طشت از بام ہونے کا ڈر تھا۔ مولوی صاحب! یہاں النبوۃ علی الطریقۃ المتسقلۃ کی نفی ہے نہ اس نبوت کی جیسا اگلی سطر میں لکھا ہے:- وسمیت نبیا

من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ۔ اور حضرت مسیح موعود نے اس کتاب کے صفحہ ۹۷ پر مستقل نبوت کی تشریح یوں فرما دی ہے:۔

"بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت ہے۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا۔ کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے"

پھر حضرت اقدس کے مندرجہ ذیل الفاظ ملاحظہ ہوں۔ کہ حضور حقیقی کسے کہتے ہیں۔ فرمایا:۔

"(۱) جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ۔ کہ حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا۔ . . اے نادانو! بھلا بتلاؤ۔ کہ جو بھیجا گیا ہے۔ اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہینگے مگر یاد رکھو۔ کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں" (سراج منیر صفحہ ۳)

"(۲) اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ . . . . . غرض ہمارا یہی مذہب ہے۔ کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعوے کرے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے۔ تو وہ ملحم بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا کلمہ بنائے گا (انجام آتھم صفحہ ۲۷)

مولوی صاحب! یہ ہے حقیقی نبوت جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور جس کی حضرت اقدس نے نفی فرمائی۔

پس مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ انقطاع نبوت بعد رسول کریم سے شریعت والی نبوت مراد ہے۔ جو براہ راست ہے۔ رسول کریم کے فیض سے الگ ہو کر۔ جدید کتاب اور جدید کلمہ کے ساتھ نہ کہ غیر تشریعی نبوت جس کے لئے ہم مولوی صاحب کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ حضرت اقدس کی تحریروں سے ذرا ثابت تو کریں۔ کہ رسول کریم کی اتباع اور فیض سے جو نبوت ملتی ہے۔ وہ بھی بند ہے۔ وہ قیامت تک ایسا نہیں کر سکیں گے (باقی آئندہ)

تصحیح

الفضل مجریہ ۲۰ رجون ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۲ و کالم ۳ کی سطر ۲۸ میں اصل میں یوں ہے "اور کذالک انزلناہ قرآناً عربیاً و صرفنا فیہ من الوعید لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکراً سورہ طٰہٰ سے واضح ہوتا ہے۔ کہ وعید کی پیشگوئیوں کی دو غرضیں ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ جن کے حق میں پیشگوئی ہو۔ وہ اپنی اصلاح کے ذریعہ وعید سے بچنے کا فائدہ اٹھالے جیسے کہ فقرہ لعلھم یتقون سے ظاہر ہے۔ دوئم یہ کہ اگر وہ فائدہ نہ اٹھائے۔ تو وعید کا تحقق اور وقوع دوسروں کیلئے عبرت پیدا کرنے کا فائدہ دیگا"

بہائیوں کی خودکشی

(۲)

مقدس مذہب اسلام میں خودکشی کو بہر صورت حرام قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ خودکشی مایوسی کا نتیجہ ہے۔ اور مایوس انسان اس وقت ہوتا ہے۔ جب یہ سمجھتا ہے۔ کہ اس وقت جو دکھ اور تکلیف ہے اس کو کوئی رفع نہیں کر سکتا۔ جب چاروں طرف سے ناامیدی کا سامنا ہوتا ہے۔ تو غموں سے بچنے کیلئے وہ خودکشی کو لیتا ہے۔ اور ایسا کرنا ثبوت ہوتا ہے۔ اس بات کا۔ کہ وہ اپنا مددگار اور معاون کسی کو نہیں سمجھتا۔ اسی وجہ سے خودکشی کسی مذہب میں جائز نہیں۔ اور اسلام نے تو اپنے متبعین کو خصوصیت کے ساتھ اس بات سے روکا ہے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (سورہ بقرہ رکوع ۲۴) کہ اپنی جان کو اپنے ہاتھوں ہلاک نہ کرو عقل بھی اسے کسی صورت میں جائز نہیں ٹھیراتی۔ اسلام نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے۔ کہ ہم کسی حالت میں خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ اور کبھی ایک سیکنڈ کے لئے بھی یہ خیال نہ کریں۔ کہ خدا ہماری مدد نہیں کرے گا۔ خواہ ظاہری حالات کتنے ہی مخالف کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ ناامید ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ جبکہ خدا موجود ہے۔ اور ہم کو اس کی ہستی پر یقین ہے ناامید تو وہ ہو۔ جسے خدا پر یقین اور ایمان نہ ہو۔ ایماندار آدمی کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ پھر ہم کیوں ناامید ہوں جبکہ آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا مہربان خدا ہماری پشت پر ہے۔ خدا کے بزرگ نبی حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہیں۔ ولا تیئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ (سورہ یوسف رکوع ۱۰) اے میرے بیٹو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا کافروں کا طریق ہے۔ پھر سورہ زمر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا عبادی الذین اسرفوا علےٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (رکوع ۶) کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

پس خودکشی وہی کرتا ہے جو خدا کی ذات پر کامل یقین نہیں ہوتا۔ خدا کی ہستی کے قائل اور اس کی رحمت پر بھروسہ رکھنے والے کبھی خودکشی نہیں کیا کرتے۔ مگر برخلاف اس کے ایک نیا فرقہ جس کا دعویٰ ہے۔ کہ شریعت قرآن اب منسوخ ہے۔ اس کے نزدیک خودکشی کرنا جائز ہی نہیں۔ بلکہ فخر کی بات ہے چنانچہ ان کی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے۔

"بابیوں کے شہیدوں کی تعداد اندازہ شمار و قیاس سے باہر ہے۔ (اللعنۃ اللہ علی الکاذبین) چنانچہ جب مامورین کی دولت۔ یعنی حضرت بہاء اللہ کو انکے اصحاب سے جدا کرنا چاہا۔ تو انمیں کئی مجنوں اور عشق باز دل نے بدست خود اپنی جانیں فدا کر دیں۔ بعضے نے بدست خود اپنا گلا کاٹ ڈالا اور بعضے نے اپنے آپ کو دریا میں گرا دیا۔ اسواسطے کہ بہاء اللہ کی جدائی میں وے خود کو زندہ نہیں دیکھ سکے"

ملاحظہ ہو۔ جواب لیکچر قادیانی صفحہ ۲۲ مصنفہ مرزا محمود ایرانی مبلغ بہائیت۔

آگے چل کر اس خودکشی اور حرام موت پر فخر کیا ہے۔ اور دلیل صداقت گردانا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے۔

"فاعتبروا یا اولی الابصار۔ فہل سمعتم او رأیتم بمثل ذالک فی غابر القرون والاعصار۔ اے اہل بینش تنبیہ۔ کیا گذشتہ زمانوں میں کہیں اسکی نظیر تم نے دیکھی ہے۔ یا ہرگز ایسا ماجرا سنا ہے" صفحہ ۲۱

اللہ اللہ! حرام موت پر اتنا فخر؟ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ تف ہے اس حماقت پر اور افسوس ہے اس جہالت پر۔ ہاں اس کا ہم کو بھی اعتراف ہے۔ کہ واقعی ایسی حرام موت مرنے کی نظیر کسی نبی کی امت میں نہیں پائی جاتی۔ ایسی حرام موتیں اہل بہاء حضرات کو ہی مبارک ہوں۔

نہایت اقبح بات یہ ہے۔ کہ بہائیوں کا معبود مرزا حسین علی صاحب طہرانی (عرف بہاء اللہ) بھی خودکشی کو نہ صرف جائز سمجھتے تھے۔ بلکہ اسے قابل فخر قرار دیتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی لوح الرئیس میں لکھتے ہیں۔

"وفدی احد من الاحباء بنفسہ وقطع حنجرہ بیدہ" صفحہ ۱۹۱

اور پھر لکھا ہے۔ "والذی قطع حنجرہ فی العراق انہ محبوب الشہداء و سلطانھم وما ظہر منہ کان حجۃ اللہ علی الخلائق اجمعین۔ یعنی جسنے اپنا گلا عراق میں خود کاٹ لیا۔ وہ محبوب الشہداء ہے۔ اور شہیدوں کا سلطان اور جو کچھ اس سے ظاہر ہوا۔ وہ تمام مخلوقات عالم پر اللہ کی حجت ہے۔

پھر سید علی محمد صاحب باب بھی خودکشی کو جائز سمجھتے تھے۔ بلکہ خود انہوں نے ایک دن خودکشی کرنی چاہی تھی۔ مگر بعض مریدوں نے روک دیا۔ چنانچہ نقطۃ الکاف کے صفحہ ۲۴۶ پر لکھا ہے۔ کہ باب نے اپنے قتل ہونے سے ایکدن پہلے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ

"کل دشمن مجھے ذلت و خواری سے قتل کریں گے۔ میری خواہش تھی۔ کہ کاش میرا کوئی مرید مجھے قتل کرتا۔ تو اچھا تھا۔ تا کہ میں اس ذلت کی موت سے بچ جاتا۔ اس لئے تم میں سے کوئی اٹھے اور مجھے قتل کر دے"

کتاب کا مصنف حاجی مرزا جانی کاشانی لکھتا ہے۔ کہ اس پر

ایک مرید اٹھا۔ اور باب کو قتل کرنا چاہا۔ مگر دوسرے مریدوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا۔ کہ تو ایسی گستاخی کرتا ہے۔ اس پر اس مرید نے کہا۔ کہ میں تو حکم کا بندہ ہوں۔ حضور (باب) کے حکم کی اطاعت فرض سمجھتا ہوں۔

اس واقعہ سے ثابت ہوا۔ کہ جناب باب کو خدا پر یقین اور ایمان نہ تھا۔ نہ خدا کی نصرت اور مدد پر بھروسہ تھا۔ اگر خدا پر کامل یقین ہوتا۔ تو کبھی خودکشی پر آمادہ نہ ہوتے بلکہ اللہ کی ذات پر امید رکھتے۔ کہ خدا مجھے دشمنوں کے شر سے بچا لے گا۔ اور قتل نہیں ہونے دے گا۔ معلوم ہوتا ہے جناب باب خدا سے نا امید ہو چکے تھے۔ تبھی انہوں نے اپنے قتل کا ارادہ کیا۔ اور حرام موت مرنا چاہا۔ یہ تمام واقعات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بہائیوں کے نزدیک خودکشی حرام موت نہیں ہے ۔ خاکسار [illegible] متعلم مدرسہ احمدیہ۔ قادیان

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چودھری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

دوکان مولچند ہیرا رام بذریعہ مولچند ولد آتما رام ذات ہندو دامی سکنہ بدوہ راجبالہ تحصیل شورکوٹ بنام عبدالحکیم ؛

دعویٰ ۵۰۰

اشتہار بنام۔ عبدالحکیم۔ گاموں۔ تاج محمد۔ شیخ محمد پسران شمس الدین اقوام صیند بریہ سکنہ محمود شاہ ؛

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اسواسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۲۴ ۷/۲۵ حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ کیجاویگی۔

تحریر ۲۴ ۶/۲۵

مہر عدالت دستخط

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

دوکان چیلہ رام کنہیا رام بذریعہ کنہیا رام ولد چیلہ رام گروترہ سکنہ اسلام والہ۔ تحصیل شورکوٹ بنام ہیر پہلوان ؛

دعویٰ مارصہ ۱۲۴۱ ؎

اشتہار بنام ہیر پہلوان۔ سلطان۔ ودیام پسران اسلام سیال سکنہ ۲۷۱ ڈراچھیانہ تحصیل شورکوٹ۔ ۳ چک ۳۸۸ نواں لاہور۔ ضلع لائل پور ؛

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہیں۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہم مورخہ ۲۴ ۷/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کریں۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ کیجاوے گی۔

تحریر ۲۶ ۶/۲۵ ؛

مہر عدالت دستخط حاکم

گوردوارہ بل کے متعلق گورنر پنجاب کی تقریر

ہزایکسیلنسی گورنر پنجاب نے گوردوارہ بل کے متعلق ۱۰ جولائی کو مجلس وضع قوانین پنجاب کے اجلاس منعقدہ شملہ میں جو تقریر کی اس میں فرمایا - امرت دہاری سکھوں نے دیکھا کہ سکھوں کے بڑے اور بہت زیادہ قابل احترام گوردوارے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہیں - جو امرت دہاریوں کے عقائد پر کاربند نہیں - چنانچہ انہوں نے علانیہ من حیث الجماعت کہدیا کہ وہ لوگ سکھ کہلانے کے مستحق نہیں مگر سچا سکھ مذہب اداسیوں کا منت کش ہے - وہ گوردواروں کی تعمیر اور ان کے لئے اراضی کی رسائی حاصل کرنے کا باعث ہوئے ۔

ابتدائی ایام میں وہ سکھ قوم کے مذہبی عنصر کی حیثیت رکھتے تھے - گوردوارو ںکے موجودہ مہتمین کا قبضہ بلحاظ وراثت درست تھا - لیکن ان کے متعلق شکایات پیدا ہو گئیں - اور عدالتیں ان جھگڑوں کا کماحقہ فیصلہ نہ کر سکیں - چنانچہ یہ مطالبہ پیش کیا گیا - کہ گوردواروں کا انتظام قوم اپنے ہاتھ میں لے اور وہ اوقاف اور ان کے منتظمین کے ساتھ آزادانہ برتاؤ کر سکے - دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی مذہبی ترقی کے لئے اسی قسم کا مطالبہ ہوا ہے - اور اس کے پورا کرنے کے لئے تدابیر اختیار کی گئی ہیں - ہم نے اس اصول کی مخالفت کا طرز عمل کبھی اختیار نہیں کیا - اگر ہم نے اختلاف کیا - تو صرف اس قدر کہ گوردواروں کے انتظام میں تبدیلی کرنے کے لئے کوئی براہ راست یا متشددانہ کارروائی نہ کی جائے - یہ مقصد دوسرے فرقوں کی رضامندی کے ساتھ حاصل کیا جا سکتا ہے - جن پر تبدیلی نظام کا اثر پڑے گا - اور موثر کارروائی کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ اس کے متعلق قانون منظور کرایا جائے - یہی حقیقی مسئلہ تھا - جو دوسرے مسائل کی وجہ سے نظر انداز کر دیا گیا - ہم محسوس کرتے تھے - کہ مذہبی دشواریوں کو بعض جماعتیں اپنے اغراض ومقاصد کے لئے اور اس طریق کے لئے استعمال کر رہی ہیں - جس سے سکھ قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے - اور نہ پنجاب کی پرسکون ترقی کو - اگر دوسرے مسائل بھی موجود تھے - تو یہ امر لازمی تھا - کہ ان کا تصفیہ مذہبی مسئلے کے طے ہونے تک ملتوی کیا جاتا - آپ نے جو بل منظور کیا ہے - اس میں اسی مذہبی مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے - یہ بل ان دوسرے فرقوں کے مفاد کی حفاظت کا اہتمام کہاں تک ادا کرتا ہے - جو گوردواروں کے استعمال کرنے کا دعوےٰ رکھتے ہیں سکھوں کی اقل جماعتوں کا تحفظ اور ان اشخاص کا معاوضہ جو انتظام سے علیحدہ کئے گئے ہیں - یہ ایسے مسائل ہیں - جن کا جواب آگے چل کر زمانہ خود دے گا - بہرحال یہ ایک ایسا بل ہے - جسے خود سکھوں نے پیش کیا ہے اور دوسرے فرقوں نے اس کو بلا مخالفت منظور کیا ہے - بل ایسی فضا میں منظور ہوا ہے - جس میں دوسرے لوگوں کا اعتماد موجود تھا - اور یہ ایک عمدہ فال ہے - لیکن اس کی کامیابی اس جذبے پر منحصر ہے - جس سے سکھ اس کی شرائط پر عملدرآمد کرینگے - جن گوردواروں کے ساتھ اس بل کا تعلق ہے - ان میں سے اکثروں میں ہندو عرصے تک پوجا کرتے رہے ہیں اور ان میں سے بعض میں سابقہ ہنود کی یادگاریں موجود ہیں - اداسیوں نے ایام گذشتہ میں عمدہ خدمات انجام دی ہیں - سکھوں کو چاہیئے - کہ ان کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کریں - اور سکھوں کی اکثریت کو لازم ہے - کہ وہ اقلیت کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے ۔

میں نے سکھوں کو نصیحت کر دی ہے - اب آپ یہ دریافت کرینگے - کہ حکومت اس قانون کے کامیاب نفاذ کے متعلق کیا حصہ لے گی - اس نے بل کی تیاری میں اپنی نیک نیتی کا ثبوت دیا - اور کونسل میں اس کی حمایت کی - کیا وہ اس سے زیادہ کام کرنے کو تیار ہے - ہم سے اپیلیں کی گئی ہیں - کہ ہم تمام سکھوں کو عام معافی دیدیں - اور تمام مقدمات واپس لے لیں - ہمارا ہمیشہ یہ طرز عمل رہا ہے - کہ اس بل کو مذہبی مسئلے کا قانونی حل سمجھنا چاہیئے - اس بات پر بھی زور دیا جاتا ہے کہ جب تک سکھوں کی کثیر تعداد جیل میں رہے گی - بداعتمادی دور نہ ہو گی - اور جو لوگ اصلاح حالات کے لئے کام کر رہے ہیں - ان کی مساعی خاک میں مل جائینگی - اگر ہم بل کے نفاذ میں اعانت نہ کرینگے - تو بے شک سخت دشواریاں رونما ہونگی میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں - کہ اس بل کے لئے ہنوز گورنر جنرل کی منظوری کی ضرورت ہے - اور بعض دفعات کے متعلق مجلس وضع قوانین کی تصدیق بھی ضروری ہے - بہرکیف حکومت پنجاب ایسی بے ضرر تدابیر اختیار کرنے کے لئے طیار ہے - جو قیام امن - انسداد بدامنی کے لئے ضروری ہوں ۔

ہم سکھ قیدیوں کی عام اور غیر مشروط معافی کا اقرار نہیں کر سکتے - لیکن ہم ان سب قیدیوں کو آزاد کرنے کے لئے طیار ہیں - جو یہ اقرار نامہ پیش کرینگے - کہ ہم بل کی شرائط کا اتباع کریں گے - نیز یہ وعدہ کرینگے - کہ ہم مخالفانہ کارروائیوں سے محترز رہینگے ۔

حکومت پنجاب ہر ایسے شخص کو رہا کر دیگی - یا اس کا مقدمہ واپس لے لے گی - جو تشدد کا مرتکب نہ ہوا ہو - اور اس کا جرم سکھ تحریک یا تعزیرات ضابطہ فوجداری سے تعلق رکھتا ہو - بشرطیکہ وہ منظور شدہ قانون کی شرائط پر کاربند ہونے کا اقرار نامہ داخل کر دے - نیز وعدہ کرے - کہ وہ گوردواروں پر قبضہ حاصل کرنے میں جبر و تشدد سے کام نہ لے گا - جب سنٹرل بورڈ قائم ہو جائے گا - تو اس وقت ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۳ء کا اعلان واپس لے لیا جائے گا - جس کے ذریعہ سے بعض جماعتیں خلاف قانون قرار دی گئی ہیں - جس سے کا منہ ہر قسم کے مذہبی مقصد کے لئے آزادی کے ساتھ استعمال کیا جا سکیگا ۔

ہندوستان کی خبریں

الہ آباد - ۱۰ جولائی - الہ آباد ہائی کورٹ میں مسٹر جسٹس بینر جی نے ٹھاکر گنگا سنگھ اور دیگر اصحاب کی درخواست نظر ثانی کو منظور کر لیا - ان پر متھرا سے ہاتھرس میں بندر لے جانے کا الزام تھا - اور ان پر جرمانہ کیا گیا تھا - استغاثہ کا یہ بیان تھا - کہ ہاتھرس میں آگے ہی کافی بندر تھے - اور ملزموں نے پانچ چھ دفعہ اور بندر لا کر تکلیف عامہ میں اضافہ کیا ۔

— کالی کٹ ۷ جولائی - کرالہ میں ہندو لوگ اچھوتوں سے برا سلوک کرتے ہیں - اس کا نتیجہ یہ ہے - کہ اچھوت لوگ مسلمان یا عیسائی ہونے جا رہے ہیں - ایک رپورٹ مظہر ہے - کہ سابقہ چھ ماہ میں ۲۷ ہندو خاندان عیسائی ہو چکے ہیں ۔

— ایک سرکاری اعلان میں اس بات کی تردید کی گئی ہے - کہ دہلی میں بقرعید کے موقعہ پر جو حفظ امن کا انتظام ہوا - اس پر پچاس ہزار روپیہ صرف ہوا - خرچ صرف پانچ ہزار ہوا ہے ۔

— سردار امر سنگھ جھبالیہ نے ایک اخبار کے نمائندے سے ملاقات کے دوران میں کہا - کہ جہاں تک میں نے گورنر پنجاب کی تقریر پڑھی - مجھے اطمینان ہے - کہ کوئی خوددار سکھ اپنی رہائی کے لئے اقرار نامہ پر دستخط نہیں کر سکتا ۔

— شملہ ۱۰ جولائی - آنریبل مسٹر بولٹن چیف کمشنر صوبہ سرحد یہاں تھوڑے عرصہ کے لئے تشریف لائے ہیں ۔

— شملہ ۱۰ جولائی ! اطلاع ملی ہے - کہ مسٹر جی - پی - رائے چیف انجینیر محکمہ تار ہند سر جیوفری کلارک کے رخصت پر جانے پر قائم مقام ڈائریکٹر جنرل محکمہ ڈاک و تار ہونگے

خریداران الفضل غور سے پڑھ لیں

احباب کی شکایت آرہی ہے - کہ یکم جولائی سے ۷ جولائی تک الفضل کے جو پرچے نکلے ہیں - وہ ہمیں نہیں ملے - گذارش ہے - کہ ۳۰ جون نمبر ۱۴۴ پر بارھویں جلد ختم ہو گئی اور اس کے بعد تیرھویں جلد کا پہلا نمبر ۷ جولائی کو نکلا ہے ۔

مینجر الفضل